14 مارچ 1961

از عدالت الاعظمیٰ

پرشوتم لال دھون

بنام

دیوان چمن لال ودیگر

(کے۔سباراؤ، رگھوبردیال اور جے ایل مدھولکر، جسٹسز)

متروکہ املاک۔ متولی جنرل کونظر ثانی کی درخواست۔ دائر کرنے کا پابند۔ متولی جنرل، نظر ثانی میں الاٹمنٹ کی منسوخی۔ انتظامیہ متروکہ املاک ایکٹ، 1950 (31 آف 1950)، دفعات 27، 56۔متروکہ املاک (مرکز) کی انتظامیہ رولز، 1950،قواعدے 14، 31(5)۔

اپیل کنندہ اور مدعا علیہ، جومغربی پاکستان سے نقل مکانی کرنے والے افراد تھے، کے پاس ایک ہی گاؤں میں اراضی تھی۔بعض افراد کے کہنے پر پہلی الاٹمنٹ کینسل کر دی گئی اور وہاں پر الاٹمنٹ ہوئی۔ جواب دہندہ اس حکم سے ناراض ہوااور 27 ستمبر 1950 کواس نے اصل الاٹمنٹ کی بحالی کے لیے ڈپٹی کمشنر کے سامنے نظر ثانی کی درخواست دائر کی لیکن 12 مئی 1951 کو اسے خارج کر دیا گیا۔اس حکم کے خلاف مدعا علیہ نے ایڈیشنل کسٹوڈین کونظر ثانی کی درخواست کو ترجیح دی۔جس نے 25 اگست 1952 کو اسے مسترد کر دیا۔اس کے بعد مدعا علیہ نے 30 اکتوبر 1952 کو کسٹوڈین جنرل کے سامنے نظر ثانی کی درخواست دائر کی۔اس نظر ثانی میں صرف متولی کوفریق بنایا گیا تھا۔لیکن 25 اگست 1953 کومتولی جنرل کے حکم سے اپیل کنندہ کو فریق بنایا گیا۔فریقین کو سننے کے بعد 29 ستمبر 1934 کومتولی جنرل نے اپیل کنندہ کے حق میں کی گئی دوبارہ الاٹمنٹ کا حصہ منسوخ کر دیا۔اپیل کنندہ نے استدلال کیا :(i) کہ متولی جنرل کونظر ثانی کی درخواست وقت کے ساتھ روک دی گئی تھی، اور(ii)

کہ متولی جنرل کو الاٹمنٹ منسوخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔

کہا جاتا ہے کہ نظر ثانی کی درخواست کو وقت کے مطابق روکا نہیں گیا تھا۔ قاعدہ 31(5) میں کہا گیا ہے کہ عام طور پر متولی جنرل کو نظر ثانی کی درخواست اس حکم نامے کے ساٹھ دن کے اندر دی جائے گی جس پر نظر ثانی کی درخواست کی جائے گی۔ یہ قاعدہ صرف رہنمائی کا قاعدہ ہے نہ کہ حد بندی کا اور قانون میں ساٹھ دن کے بعد بھی نظر ثانی کی جا سکتی ہے اگر متولی جنرل اپنی صوابدید کے مطابق اس پر غور کرنا مناسب سمجھتا ہے۔ موجودہ معاملے میں نظر ثانی مقررہ وقت کے اندر دائر کی گئی تھی لیکن ساٹھ دن کی مدت ختم ہونے کے بعد اپیل گزار کو خارج کر دیا گیا تھا۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ متولی جنرل نے نظر ثانی میں غلط یا غیر مناسب طریقے سے کام کیا۔

مزید یہ کہ متولی جنرل کے پاس 2 دسمبر 1949 کو کی گئی الاٹمنٹ کو منسوخ کرنے کا اختیار تھا۔ قاعدہ 14(6) کے تحت 22 جولائی 1952ء کے بعد متولی مخصوص مخصوص حالات کے علاوہ کسی الاٹمنٹ کو منسوخ نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن قاعدہ 14(6) کی دوسری شق نے متولی جنرل کو متروکہ وقف املاک ایکٹ 1950 کی دفعہ 27 کے تحت نظر ثانی کے اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے 22 جولائی 1952 کو یا اس سے پہلے نچلی اتھارٹی کی طرف سے کی گئی الاٹمنٹ کو منسوخ کرنے کی اجازت دی۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: 1957 کی دیوانی اپیل نمبر 754۔

29 ستمبر 1954ء کو متروکہ وقف املاک کے ڈپٹی متولی جنرل کے فیصلے اور حکم نامے سے خصوصی رخصت کے ذریعے نظر ثانی درخواست نمبر 321 آر/اے ڈی سی جی/ 53 میں اپیل کی گئی۔

اپیل کنندہ کی طرف سے اچھرو رام اور کے ایل مہتا۔

مدعا علیہ نمبر 1 کی طرف سے بشن نارائن، ٹی این سیٹھی، اے این اروڑہ اور کے آر چودھری

14 مارچ 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس سبا راؤ۔ خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل نئی دہلی کے ایڈیشنل ڈپٹی کسٹوڈین جنرل کے 29 ستمبر 1954 کے حکم کے خلاف ہے، جس میں ایڈیشنل کسٹوڈین، دیہی، جولندور کے 25 اگست 1952 کے حکم کو کالعدم قرار دیا گیا تھا، جس میں انبالہ کے ڈپٹی کمشنر کے 12 مئی 1951 کے حکم کی تصدیق کی گئی تھی۔

درخواست گزار کا تعلق نقل مکانی کرنے والوں کے ایک گروپ سے ہے جسے سہولت کے لئے دھون گروپ کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ دیوان چمن لال، مدعا علیہ نمبر 1، مغربی پاکستان سے نقل مکانی کرنے والا شخص تھا جہاں اس کی کافی جائیدادیں تھیں۔ یکم ستمبر 1949ء کو پاکستان میں چھوڑی گئی زمین کے بدلے انہیں ضلع انبالہ کی تحصیل جگدھری کے گاؤں کھروان میں 152.9 ایکڑ زمین الاٹ کی گئی۔ درخواست گزار اور اس کے گروپ کے پاس مغربی پاکستان میں بڑی تعداد میں جائیدادیں بھی تھیں، اس گروپ کے ہر فرد کو ایک ہی گاؤں میں مختلف قسم کی زمین الاٹ کی گئی تھی۔ الاٹیوں کے ذریعے قبضہ لینے سے پہلے، ہری چند اور کھلا رام نامی دو افراد نے بالترتیب 14 نومبر 1949 اور 11 نومبر 1949 کو دوبارہ الاٹمنٹ کے لیے اس بنیاد پر درخواستیں دائر کی تھیں کہ گاؤں کی مٹی یکساں معیار کی نہیں ہے اور بلاکس کی بنیاد پر الاٹمنٹ جائز نہیں ہے۔ انبالہ کے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر نے زمین کو چار بلاکوں میں تقسیم کرنے کی دوبارہ ستائش کی اور مذکورہ سفارش کو ڈائریکٹر جنرل دیہی باز آبادکاری نے 2 دسمبر 1949 کے اپنے حکم کے ذریعہ قبول کرلیا۔ اس کے بعد گاؤں کو چار بلاکوں میں تقسیم کیا گیا اور اسے دوبارہ الاٹ کیا گیا۔ دوبارہ الاٹمنٹ کی وجہ سے پہلے مدعا علیہ کو گاؤں کھروان میں ایک بلاک میں اپنی پوری الاٹمنٹ نہیں مل سکی اور اس کے بجائے اسے مختلف بلاکس اور مختلف گاؤوں میں زمین دی گئی۔ اس حکم سے ناراض پہلے مدعا علیہ نے 27 ستمبر 1950 کو انبالہ کے ڈپٹی کمشنر کے سامنے نظر ثانی کی درخواست دائر کی اور یکم ستمبر 1949 کو کی گئی اپنی اصل الاٹمنٹ کو بحال کرنے کی درخواست کی۔ انبالہ کے ڈپٹی کمشنر نے 12 مئی 1951 کو اس درخواست کو مسترد کر دیا۔ اس حکم کے خلاف پہلے جواب دہندہ نے ایڈیشنل کسٹوڈین کے بجائے نظر ثانی کو ترجیح دی، جس نے 25 اگست 1952 کو اسے خارج کر دیا۔ برطرفی کے اس حکم کے خلاف، پہلے مدعا علیہ نے 30 اکتوبر 1952 کو کسٹوڈین جنرل میں نظر ثانی دائر کی، اس نظر ثانی میں صرف کسٹوڈین کو فریق بنایا گیا تھا۔ لیکن درخواست گزار اور اس کے گروپ کے ارکان کو بعد میں 25 اگست 1953 کے نائب کسٹوڈین جنرل کے حکم کے ذریعہ فریق بنایا گیا۔ اس کے بعد انہیں نوٹس جاری

کیے گئے۔ اپیل کنندہ اور دیگر کو فریق بنائے جانے پر مختلف اعتراضات اٹھائے گئے۔ ڈپٹی متولی جنرل نے دھون گروپ کو الاٹ کی گئی اضافی اراضی کے سلسلے میں ان کے حق میں دی گئی الاٹمنٹ منسوخ کردی اور ہدایت کی کہ اس منسوخی کے ذریعہ حاصل کی گئی زمین کو گاؤں کھروان میں پہلے مدعا علیہ کی الاٹمنٹ کو مستحکم کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ انہوں نے مزید اہم ہدایات بھی دیں۔ موجودہ اپیل کو دھون گروپ کے رکن پرشوتم لال دھون نے مذکورہ حکم کے خلاف ترجیح دی ہے۔

درخواست گزار کے فاضل وکیل نے ہمارے سامنے مندرجہ ذیل دو نکات اٹھائے :(1) نائب کسٹوڈین جنرل پر نظر ثانی کو وقت کے ساتھ روک دیا گیا تھا۔(2) جس تاریخ کو درخواست گزار کو دی گئی الاٹمنٹ منسوخ کردی گئی تھی، ڈپٹی کسٹوڈن جنرل کے پاس الاٹمنٹ منسوخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔

پہلی دلیل کی تعریف کرنے کے لئے کچھ متعلقہ تاریخیں دی جاسکتی ہیں۔ اضافی متولی کا حکم 25 اگست 1952 کو جاری کیا گیا تھا۔ مذکورہ حکم پہلے مدعا علیہ کو 11 ستمبر 1952 کو مطلع کیا گیا تھا۔ نظر ثانی 10 اکتوبر 1952 کو دائر کی گئی تھی۔ نظر ثانی داخل کرنے کی تاریخ پر صرف نائب محافظ کو فریق بنایا گیا تھا، لیکن بعد میں اکتوبر 1953 میں نظر ثانی میں دھون گروپ کو شامل کیا گیا تھا۔ مذکورہ افراد کے خلاف نظر ثانی کو ترجیح دینے میں تاخیر کے لئے کوئی درخواست نہیں دی گئی تھی۔ ڈپٹی متولی جنرل کے سامنے یہ دلیل دی گئی کہ دھون گروپ کے خلاف نظر ثانی کی درخواست کو وقت پر روک دیا گیا تھا، لیکن ڈپٹی متولی جنرل نے اس دلیل کو مسترد کردیا اور میرٹ کی بنیاد پر درخواست نمٹادی۔

غور طلب پہلا سوال یہ ہے کہ جہاں تک دھون گروپ کا تعلق ہے تو کیا نظر ثانی کو محدود کر کے روک دیا گیا تھا۔ متولی جنرل کی نظر ثانی کے اختیار کو ریگولیٹ کرنے والی کچھ متعلقہ شقوں پر توجہ دی جاسکتی ہے۔ اس ایکٹ کی دفعہ 27 میں کہا گیا ہے کہ" متولی جنرل کسی بھی وقت اپنی تحریک پر یا اس سلسلے میں اس کے پاس دی گئی درخواست پر کسی بھی کارروائی کا ریکارڈ طلب کرسکتا ہے جس میں کسی متولی نے اس طرح کے کسی حکم کی قانونی حیثیت یا جواز کے بارے میں خود کو مطمئن کرنے کے مقصد سے حکم جاری کیا ہو اور اس کے سلسلے میں ایسا حکم جاری کرسکتا ہے جو وہ مناسب سمجھتا ہے"۔ اس دفعہ کی شق کے تحت،" متولی جنرل ذیلی دفعہ کے تحت کسی بھی شخص کو سماعت کا معقول موقع دیے بغیر اس کے خلاف کوئی حکم جاری نہیں کرے گا"۔ اس قانون کی دفعہ 56 کے تحت حاصل اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے مرکزی حکومت نے مندرجہ ذیل قواعد بنائے ہیں :

قاعدہ 31(5) نظر ثانی کے لئے کوئی بھی درخواست جب متولی جنرل کے پاس پیش کی جائے تو عام طور پر اس حکم کی تاریخ کے ساٹھ دن کے اندر کی جائے گی جس پر نظر ثانی کی درخواست کی گئی ہے۔ درخواست ذاتی طور پر یا کسی قانونی معالج یا کسی تسلیم شدہ ایجنٹ کے ذریعے پیش کی جائے گی یا رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعہ بھیجی جاسکتی ہے۔ درخواست کے ساتھ اس حکم نامے کی کاپی بھی ہوگی جس پر نظر ثانی کی مانگ کی گئی ہے اور جب تک نظر ثانی اتھارٹی ایسی کوئی کاپی پیش کرنے سے انکار نہیں کرتی تب تک اصل حکم کی کاپی بھی پیش کی جائے گی۔

مذکورہ دفعات کے برعکس اپیلوں سے متعلق قاعدہ 31(1) میں کہا گیا ہے،

اس ایکٹ کے تحت تمام اپیلیں جب متولی سے جھوٹ بولتی ہیں تو ان کے خلاف اپیل کی تاریخ کے تیس دن کے اندر دائر کی جائے گی اور جب وہ متولی جنرل سے جھوٹ بولتی ہیں تو اس تاریخ کے ساٹھ دن کے اندر دائر کی جائیں گی۔

اس ایکٹ کی دفعہ 27 نگران جنرل کو نظر ثانی کا مکمل اختیار دیتی ہے اور اسے یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ کسی بھی وقت از خود نوٹس لے کر یا اس سلسلے میں دی گئی درخواست پر اپنے نظر ثانی کے اختیارات استعمال کر سکے۔ "کسی بھی وقت" کا فقرہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ متولی جنرل کی طاقت کسی بھی وقت کے عنصر سے بے قابو ہوتی ہے، لیکن صرف اس ایکٹ کے دائرہ کار سے جس کے اندر وہ کام کرتا ہے۔ واضح طور پر مرکزی حکومت اس وقت تک کوئی قاعدہ نہیں بنا سکتی جب تک کہ ایکٹ کی دفعہ 56 اسے یہ اختیار نہ دے کہ وہ نگران جنرل کے اختیارات پر وقت کا بوجھ لگا سکے۔ ہمیں اس ایکٹ کی دفعہ 56 کے تحت مرکزی حکومت کو دیا گیا ایسا کوئی اختیار نہیں ملتا ہے۔ لہٰذا اس قاعدے کو صرف ایکٹ کی دفعہ 27 کے تحت متولی جنرل کو دیے گئے اختیارات کے مطابق ہی پڑھا جا سکتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ قاعدہ 31(5) میں متولی جنرل پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی ہے کہ وہ اپنے نظر ثانی کے اختیارات کا از خود نوٹس لے سکے۔ یہاں تک کہ اس کے سامنے نظر ثانی کی درخواست دائر کرنے کے معاملے میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ عام طور پر اسے ساٹھ دن کے اندر داخل کیا جائے گا۔ لفظ "عام طور پر" کا استعمال اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ساٹھ دن کی مدت حد کی مدت نہیں ہے بلکہ درخواست گزاروں کے ساتھ ساتھ متولی جنرل کے لئے بھی رہنمائی کا ایک قاعدہ ہے۔ ساٹھ دن کے بعد نظر ثانی کی درخواستوں پر غور کرنا متولی جنرل کی صوابدید کے تحت ہے، لیکن یہ قاعدہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ نظر ثانی کی درخواست کی مناسب مدت ساٹھ دن ہے۔ قواعد کے قاعدہ 31 کے ذیلی قواعد (1) اور (5) کے جملے میں فرق بھی اسی نتیجے کی طرف

لے جاتا ہے، کیونکہ اپیلوں کے معاملے میں محافظ کو تیس دن کی حد مقرر کی جاتی ہے اور 60 دن کی حد مقرر کی جاتی ہے جب کہ نظر ثانی کی صورت میں ایسی کوئی سخت مدت مقرر نہیں کی گئی ہے۔ اگر قاعدہ 31(5) کو اسی طرح پڑھا جاتا ہے، تو اس کی دفعات ایکٹ کی دفعہ 27 سے متصادم نہیں ہوں گی۔ اور اس صورت میں وہ درست ہوں گے۔ درخواست گزار کے وکیل کی جانب سے تجویز کردہ تعمیرات اس دلیل کو تقویت دے سکتی ہیں کہ یہ قاعدہ قانون کے منافی ہے، کیونکہ جب کوئی سیکشن کہتا ہے کہ نظر ثانی کے لیے کوئی وقت کی حد نہیں ہے، تو کوئی قاعدہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے ایک مخصوص وقت کے اندر دائر کیا جائے گا۔ یہ دلیل کہ لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت بنیادی اصول ایکٹ کی دفعہ 27 کے تحت نظر ثانی کی درخواست پر لاگو ہوتا ہے، کوئی طاقت نہیں ہے۔ لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 5 کا اطلاق ایسی اپیل پر ہوتا ہے جس کے لئے حد کی مدت مقرر کی گئی ہے اور یہ عدالت کو حد کی مدت کے بعد اپیل قبول کرنے کا اختیار دیتا ہے، اگر درخواست دہندہ اس بات سے مطمئن ہوتا ہے کہ اس کے پاس مقررہ وقت کے اندر اپیل کو ترجیح نہ دینے کی کافی وجہ ہے۔ اس اصول کا اطلاق ایکٹ کی دفعہ 27 کے تحت نظر ثانی کی درخواست پر نہیں کیا جا سکتا جس کے سلسلے میں کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی واضح کرنا ہوگا کہ دفعہ 27 کے تحت متولی جنرل کے اختیارات، جو قاعدہ 31(5) کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں، من مانے طریقے سے استعمال کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں۔ ایک عدالتی طاقت ہونے کے ناطے، وہ اپنی صوابدید کو معقول طریقے سے استعمال کرے گا اور یہ اس پر غور کرنا ہے کہ آیا کسی خاص معاملے میں اسے قاعدہ 31(5) میں بیان کردہ ساٹھ دن کی مدت کے بعد نظر ثانی کرنی چاہئے یا نہیں۔ اس معاملے میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ متولی جنرل نے نظر ثانی میں غلط یا غیر مناسب طریقے سے کام کیا تھا۔ نظر ثانی وقت پر دائر کی گئی تھی۔ بعد کے مرحلے میں دھون گروپ کو فریق بنایا گیا کیونکہ متولی جنرل نے درست طور پر سوچا تھا کہ وہ اپیل کنندہ کے حق میں جو بھی حکم دیں گے وہ دھون گروپ کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ انہیں قانون کی دفعہ 27(1) کی شق کے تحت سماعت کا معقول موقع دینے کے بعد انہوں نے یہ حکم دیا۔ لہٰذا محافظ جنرل نے اپنے اختیارات کے اندر رہتے ہوئے معقول طریقے سے کام کیا۔ اس اعتراض کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔

درخواست گزار کے وکیل کی دوسری دلیل یہ ہے کہ متولی جنرل کے پاس 22 جولائی 1952 کو یا اس سے پہلے کی گئی الاٹمنٹ کو منسوخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ آیئے ہم متعلقہ حقائق کا از سر نو جائزہ لیتے ہیں۔ الاٹمنٹ کا اصل حکم اپیل کنندہ کے گروپ اور پہلے مدعا علیہ کے حق میں یکم ستمبر 1949 کو دیا گیا تھا۔ 2 دسمبر 1949 کو دوبارہ الاٹمنٹ ہوئی۔ 29 ستمبر 1954 کو ڈپٹی متولی جنرل نے اپنے

حکم کے ذریعہ دوبارہ الاٹمنٹ منسوخ کردی۔سوال یہ ہے کہ کیا ڈپٹی متولی جنرل 2 دسمبر 1949 کو کی گئی الاٹمنٹ کو کالعدم قرار دے سکتے ہیں۔اٹھائے گئے سوال کا فیصلہ ایکٹ کی متعلقہ دفعات اوراس کے تحت بنائے گئے قواعد پر کیا جانا چاہئے۔اس ایکٹ کی دفعہ 11 متولی کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ کی گئی کسی بھی الاٹمنٹ کومنسوخ کرسکتا ہے، چاہے ایسی الاٹمنٹ ایکٹ کے آغاز سے پہلے یا بعد میں کی گئی ہو۔قواعد کے قاعدہ 14 میں ان بنیادوں کی وضاحت کی گئی ہے جن کی بنیاد پر الاٹمنٹ کومنسوخ کیا جاسکتا ہےاوراس طرح کی الاٹمنٹ کومنسوخ کرنے کے طریقہ کار پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔اگر کوئی متولی الاٹمنٹ منسوخ کرنے یا منسوخ کرنے سے انکار کرنے کا حکم دیتا ہےتو متولی جنرل ایکٹ کی دفعہ 27 کےتحت اس حکم کو کالعدم قرار دے سکتا ہے، بشرطیکہ وہ مطمئن ہو کہ یہ قانونی یا مناسب نہیں ہے، اوروہ اس سلسلے میں ایسا حکم جاری کرسکتا ہے جو وہ مناسب سمجھتا ہے۔لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ قاعدہ 14(6) ایکٹ کےتحت کی جانے والی الاٹمنٹ کے سلسلے میں متولی جنرل کے اختیارات کومحدود کرتا ہے۔ جیسے جیسے دلیل اس قاعدے پر منحصر ہوتی ہے،اس کے مادی حصوں کو پڑھنا آسان ہوگا۔

قاعدہ.14(6)"اس قاعدے میں کچھ بھی موجود ہونے کے باوجود، ریاست پنجاب میں متروکہ املاک کا متولی نیم مستقل بنیادوں پر دیہی متروکہ املاک کی کسی بھی الاٹمنٹ کومنسوخ کرنے یااس طرح کی کسی الاٹمنٹ کی شرائط کوتبدیل کرنے کا اختیار استعمال نہیں کرے گا،سوائے مندرجہ ذیل حالات کے :

...."۔

ان حالات کو بیان کرنے کے بعد،جن سے اب ہمیں کوئی سروکارنہیں ہے، ذیلی قاعدہ میں ایک شرط شامل ہےجس میں لکھا ہے:

بشرطیکہ اس ذیلی قاعدہ میں مزید کچھ بھی 22 جولائی 1952 کو یااس سے پہلے نچلی اتھارٹی کی طرف سے جاری کردہ حکم کے خلاف مقررہ وقت کے اندر ترمیم کے لئے دی گئی کسی بھی درخواست پر لاگو نہیں ہوگا۔

اس ذیلی قاعدے کےتحت مخصوص حالات کو چھوڑ کر نیم مستقل بنیادوں پر دیہی متروکہ املاک کی الاٹمنٹ منسوخ کرنے کے متولیکے اختیار کے استعمال پر پابندی ہے۔اس ذیلی قاعدہ کو 22 جولائی 1952 کے ایس آر او 1290 کے ذریعہ پرانے ذیلی قاعدہ کی جگہ لےلیا گیا تھا۔اس ایکٹ کےتحت کوئی محافظ ذیلی قاعدہ میں بیان کردہ حالات کے علاوہ الاٹمنٹ کومنسوخ نہیں کرسکتا۔لیکن اس ذیلی قاعدے کی دوسری شرط ایکٹ کی دفعہ 26 یا دفعہ 27 کےتحت نظر ثانی کے لئے کی گئی درخواست کی

صورت میں پابندی ختم کر دیتی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ 26 اگست 1953 کو ذیلی قاعدہ میں "دفعہ 26" کے بعد" یا دفعہ 27" کے الفاظ شامل کیے گئے تھے، یعنی موجودہ معاملے میں متولی جنرل کے حکم سے پہلے۔ ایکٹ کی دفعہ 26، جیسا کہ اس وقت موجود تھا، ماتحت افسران کے احکامات کے خلاف کسٹوڈین، ایڈیشنل متولی یا مجاز نائب متولی کونظر ثانی کا اختیار تفویض کرتی ہے۔ دفعہ 27، جیسا کہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں، متولی جنرل کو نظر ثانی کا اسی طرح کا اختیار دیتا ہے۔ اس شرط کی وجہ سے، متولی جنرل، ایکٹ کی دفعہ 27 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، 22 جولائی 1952 کو یا اس سے پہلے نچلی اتھارٹی کی طرف سے کی گئی الاٹمنٹ کو منسوخ کرسکتا ہے۔ اس اختیار کی واحد حد یہ ہے کہ اسے مقررہ وقت کے اندر دائر نظر ثانی میں ایسا کرنا ہوگا۔ ایکٹ کی دفعہ 27 کے تحت نظر ثانی کے لئے مقررہ وقت کیا ہے؟ ایکٹ میں "مقررہ" کی تعریف کی گئی ہے جس کا مطلب ہے" اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد کے ذریعہ مقرر کردہ"۔ قاعدہ 31(5) میں کہا گیا ہے کہ عام طور پر اس حکم پر نظر ثانی کے ساٹھ دن کے اندر متولی جنرل پر نظر ثانی کی جائے گی۔ پہلے نکتے پر غور کرتے ہوئے ہم نے اس قاعدے کے دائرہ کار کی وضاحت کی ہے اور ہم نے کہا ہے کہ مذکورہ قاعدہ صرف رہنمائی کا قاعدہ ہے اور قانون میں ساٹھ دن کے بعد بھی کسی بھی وقت نظر ثانی کی جاسکتی ہے اگر متولی جنرل اپنی صوابدید پر اس پر غور کرنا مناسب سمجھتا ہے۔ متولی جنرل پر نظر ثانی کے تناظر میں مقررہ وقت کا مطلب صرف ساٹھ دن یا ایسا دوسرا وقت ہوسکتا ہے جس کے اندر متولی جنرل اپنی صوابدید کے مطابق نظر ثانی کو قبول کرنے کے لئے مناسب سمجھتا ہے۔ چونکہ موجودہ کیس میں الاٹمنٹ 22 جولائی 1952 سے پہلے کی گئی تھی، لہذا متولی جنرل کو اسے منسوخ کرنے کا اختیار حاصل تھا۔

اس سے پہلے کہ ہم اپنی بات ختم کریں، مدعا علیہان کے وکیل کی طرف سے اٹھائے گئے ایک اور اعتراض پر غور کرنا ضروری ہے۔ دلیل یہ تھی کہ درخواست گزار کے حق میں کوئی الاٹمنٹ نہیں کی گئی تھی اور اس لئے قواعد کے قاعدہ 14 کی دفعات کو لاگو کرنے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ اس استدلال کی بنیاد 29 ستمبر 1954ء کے اپنے حکم نامے میں نائب متولی جنرل کے مندرجہ ذیل مشاہدات ہیں:

عرضی گزار نے درست دلیل دی ہے کہ دھون گروپ کے پاس اس اضافی علاقے کی الاٹمنٹ کے لئے کوئی مصدقہ دعویٰ نہیں تھا اور میرے ذریعہ انہیں اپنے پرچہ دعوے کی کاپیاں پیش کرنے کا موقع دیے جانے کے باوجود وہ ایسا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ ریکارڈ کے صفحہ نمبر 147 اور 151 پر 7 اگست 1952 اور 11 اگست 1952 کی لینڈ کلیمز آفیسر کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ دھون

گروپ کو الاٹمنٹ کی گئی تھی لیکن ان کے دعووں کی تلاش کی گئی تھی جس کا سراغ نہیں لگایا جا سکا تھا۔ ریکارڈ کے صفحہ نمبر 129 پر محکمہ کی 21 اگست 1952 کی ایک رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ دھون گروپ کو الاٹمنٹ کا کوئی آرڈر نہیں مل رہا تھا۔

ان مشاہدات میں یہ واضح نتیجہ درج نہیں کیا گیا ہے کہ اپیل کنندہ کے حق میں کوئی الاٹمنٹ نہیں کی گئی تھی۔ درحقیقت درخواست گزار کو الاٹمنٹ کی حقیقت پر کارروائی کے دوران کبھی سوال نہیں اٹھایا گیا۔ ان حالات میں ہمیں اس اپیل کو اس بنیاد پر نمٹانا چاہیے کہ اپیل گزار کے حق میں الاٹمنٹ ہوئی تھی۔ لہٰذا اس دلیل کو مسترد کیا جاتا ہے۔

ہمارے سامنے کوئی اور نکتہ نہیں اٹھایا گیا۔ نتیجے میں، اپیل ناکام ہوجاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ خارج کردی جاتی ہے۔

اپیل خارج کردی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this document